حسامی سوالات

س۱:۔ قیاس کا باب کن چیزوں پر مشتمل ہے؟

جواب:۔ قیاس کا باب پانچ چیزوں پر مشتمل ہے:۔ (۱) نفس قیاس (۲) قیاس کی شرائط (۳) قیاس کے ارکان (۴) قیاس کا حکم (۵) قیاس پر ہونے والے اعتراضات کو دفع کرنا۔

س۲:۔ قیاس کی لغوی و اصطلاحی تعریف بیان کریں؟

جواب:۔ لغوی تعریف: قیاس کا لغوی معنی ہے اندازہ لگانا جیسے کہا جاتا ہے کہ جوتے کا جوتے کے ساتھ اندازہ لگا یعنی ایک کو دوسرے کے ساتھ ملا اور ایک کو دوسرے کی مثل بنا دے۔

اصطلاحی تعریف: جب فقہاء اصل کے حکم سے فرع کے حکم کو لیتے ہیں تو اسے قیاس کہتے ہیں ان کا اصل کے ساتھ حکم اور علت میں فرع کا اندازہ لگانے کی وجہ سے۔

س۳:۔ قیاس کی کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں مع امثلہ بیان کریں؟

جواب:۔ قیاس کی چار شرائط ہیں دو عدمی اور دو وجودی۔

پہلی شرط:۔ اصل اپنے حکم کے ساتھ کسی دوسری نص کی وجہ سے مخصوص نہ ہو جیسے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو اکیلے قبول کرنا یہ ایسا حکم ہے جو دوسری حدیث کی وجہ سے صرف آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی خاص ہے۔

دوسری شرط:۔ اصل قیاس کے مخالف نہ ہو جیسے نماز میں قہقہہ لگانے سے طہارت کا واجب ہونا۔

تیسری شرط:۔ وہ حکم شرعی جو ~~~~ نص کے ذریعہ ثابت ہوا وہ بعینہ فرع کی طرف متعدی ہو اور وہ فرع کی مثل بھی ہو اور فرع میں کوئی نص نہ ہو۔ جیسے خمر کے اسم کو تمام شرابوں کے لیے ثابت کرنا کیونکہ یہ حکم شرعی نہیں بلکہ یہ تو خمر کے لغوی معنی کا اعتبار ہوگا اور یہ خمر کا لغوی حکم ہوگا۔

چوتھی شرط:۔ اصل کا حکم تعلیل کے بعد اسی پر باقی رہے جس پر وہ تعلیل سے پہلے تھا۔ کیونکہ نص کے حکم کو بذاتِ خود اپنی رائے سے بدل لینا باطل ہے۔

س۶:۔ قیاس کی تیسری شرط کتنے اجزاء کو متضمن ہے؟ ہر ایک کی وضاحت مثال سے کریں؟

جواب:۔ قیاس کی تیسری شرط چار اجزاء کو متضمن ہے:۔

(i) وہ حکم جو متعدی ہوا ہے وہ حکم شرعی ہو حکم لغوی نہ ہو جیسے خمر کے اسم کا اطلاق تمام شرابوں پر کرنا درست نہیں کیونکہ یہ تو لغوی حکم ہوگا۔

(ii) دوسری یہ کہ وہ حکم شرعی جو متعدی ہوا ہے وہ بعینہٖ نص کے ذریعے ثابت ہو اس میں کوئی تغیر و تبدل ممکن نہ ہو جیسے ذمی کافر پر ظہار کا کفارہ لازم نہیں کیونکہ کفارہ تو سزا کے طور پر ہوتا ہے اور عبادت کے طور پر بھی ہوتا ہے کیونکہ اس سے ثواب بھی ملتا ہے جبکہ کافر تو عبادت کا مستحق ہی نہیں۔ لہذا کافر پر کفارہ لازم کرنے کی صورت میں حکم میں تبدیلی واقع ہو جائے گی۔

(iii) تیسرا جزء یہ ہے کہ اصل فرع کی مثل ہو اصل فرع سے کم تر نہ ہو۔ جیسے بھول کر روزہ میں کھانے والے کا روزہ نہیں ٹوٹتا جبکہ مجبور کیے ہوئے اور خطا سے روزہ میں کھانے والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے ان دونوں کو ناسی پر قیاس نہیں کیا جائے گا کیونکہ ناسی (بھول کر کھانے والا) ان سے کم تر ہے۔

(iv) چوتھا جزء یہ ہے کہ فرع میں کوئی نص وارد نہ ہوئی ہو جیسے کہ کفارہ قتل میں مومن غلام کو آزاد کیا جاتا ہے تو اس پر قیاس کرتے ہوئے ظہار اور یمین کے کفارے کے غلام میں مومن ہونے کی شرط نہیں لگائی جائے گی کیونکہ ان دونوں کے کفارے کے بارے میں نص وارد ہو چکی ہے اور اس میں غلام مطلق ہے

س: چوتھی شرط میں اعتراض "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول (لَا تبیعوا الطعام بالطعام الّا سواءً بسواءٍ) اس میں مطلق کھانے کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ احناف کہتے ہیں کہ نصف صاع سے کم کھانے کی بیع کمی بیشی کے ساتھ جائز ہے تو احناف نے اصل کے حکم کو بدل دیا"؟

جواب: در حقیقت ہم نے اصل کے حکم کو تبدیل نہیں کیا بلکہ ہم نے تو صرف اس میں تعلیل کی کیونکہ یہ آیت تعلیل کے موافق بھی وہ اس طرح کہ استثناء مساوات کا تقاضا کرتا ہے اور کیلی اور موزونی چیز میں مساوات وہاں سے شروع ہوتا ہے جہاں سے پیمانہ شروع ہوتا ہے اور کھانے کا پیمانہ نصف صاع سے شروع ہوتا ہے لہذا نصف صاع سے کم میں کمی بیشی جائز ہے

س: چوتھی شرط میں دوسرا اعتراض "حدیث میں ہے کہ (فی خمسٍ من الابل شاۃٌ) اس میں پانچ اونٹوں پر ایک بکری زکوۃ دینے کا حکم دیا گیا ہے جبکہ احناف بکری کی قیمت ادا کرنے کو بھی جائز قرار دیتے ہیں لہذا یہ بھی اصل کے حکم بدلنا ہی ہے"؟

جواب: ہم نے لفظ کے حکم نہیں بدلا بلکہ اس لفظ کی تفسیر دوسری لفظ کے ذریعے سے ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ (الّا علی اللہ رزقھا) اس میں اللہ نے فقیروں کے رزق کو اپنے ذمہ لیا ہے اور رزق کے طور پر فقیروں کو قیمت دینا یا بکری دینا دونوں درست ہیں۔ کیونکہ زکوۃ اولاً اللہ کے ذمہ میں جاتی ہے اور پھر بندہ اللہ کا نائب بن کر اسے رزق کے طور پر فقیر تک پہنچاتا ہے

س: چوتھی شرط میں تیسرا اعتراض "حدیث میں ہے (ثم اغسلیہ بالماء) اس حدیث میں نجاست کو پانی کے ساتھ زائل کرنے کا حکم دیا گیا ہے جبکہ احناف فرماتے ہیں کہ ہر مائع چیز سے زائل کرنا درست ہے تو یہ بھی تو لفظ کے حکم کو بدلنا ہے"؟

جواب:- حدیث کا مقصود نجاست کو زائل کرنا ہے نہ کہ پانی کی شرط لگائی گئی ہے لہذا جس جس چیز سے نجاست زائل ہو جائے گی اس سے نجاست زائل کرنا درست ہے اور ہر مائع چیز سے نجاست زائل ہو جاتی ہے۔

س8:- چوتھی شرط میں چوتھا اعتراض "حدیث شریف میں صرف جماع کے سبب روزہ توڑنے پر کفارہ لازم قرار دیا گیا ہے جبکہ احناف کھانے اور پینے کے سبب روزہ توڑنے پر بھی کفارہ لازم ٹھہراتے ہیں تو یہ بھی تو نص کے حکم کو تبدیل کرنا ہے"

جواب:- حدیث کا مقصود روزہ کو عمداً توڑنے پر کفارہ لازم کرنا ہے نہ کہ کفارے کو جماع کے ساتھ خاص کرنا حدیث کا مقصود ہے۔

حسامی شریف

سوال 1: قیاس کے رکن سے کیا مراد ہے؟

جواب: رکن اصل اور فرع کے درمیان وہ علت جامع ہے جسے اصل کے حکم پر علامت بنایا گیا ہو اس حال میں کہ یہ ان چیزوں میں سے ہو جن پر نص مشتمل ہوتی ہے اور فرع کو اس علت کے پائے جانے کی وجہ سے اصل کی نظیر بنایا گیا ہو حکم میں۔ (یعنی اسکا حکم بھی اصل جیسا ہو)۔

سوال 2: قیاس کے کتنے ارکان ہیں؟

جواب: قیاس کے چار ارکان درج ذیل ہیں۔ (1) اصل (2) فرع (3) حکم (4) علت

سوال 3: وصف میں کتنی چیزوں کا ہونا ضروری ہے؟

جواب: وصف میں دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ (1) صلاحیت (2) عدالت

سوال 4: صلاحیت کی تعریف اور مثال بیان کریں؟

جواب: صلاحیت سے مراد یہ ہے کہ علت ان علتوں کے موافق ہو جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلاف کرام علیہم الرضوان سے منقول ہیں ورنہ ان پر عمل کرنا جائز نہیں ہوگا۔

مثال: امام شافعی کے نزدیک: لڑکی پر حق ولایت کی علت "بکارت" ہے لہذا صغیرہ اگر ثیبہ ہو تو اس پر حق ولایت حاصل نہیں ہوگا۔

امام اعظم کے نزدیک: لڑکی پر حق ولایت کی علت صغر ہے لہذا بعد طلاق صغیرہ ثیبہ کا جبراً نکاح کیا جا سکتا ہے یہ صغیرہ ہونے میں صغیرۃ باکرہ کے مشابہ ہے کہ دونوں میں علت صغر موجود ہے۔

سوال 5: عدالت کی تعریف اور مثال بیان کریں؟

جواب: عدالت سے مراد یہ ہے کہ اس علت کا اثر نص یا اجماع کے ذریعے کسی نہ کسی حکم میں ظاہر ہو چکا ہو۔ علت میں عدالت پائی جائے تو ہمارے نزدیک اس پر عمل کرنا واجب ہے۔

مثال: ولی کو صغیر کے مال پر ولایت کا حق حاصل ہوتا ہے یہ حق صغر کی وجہ
سے حاصل ہوا ہے لہذا صغیر کے مال پر حق ولایت "صغر" کا اثر ہے
اس کی وضاحت اس مثال سے بھی ہوتی ہے کہ گواہ کی عدالت اس
وقت معلوم ہوتی ہے کہ جب اس پر دین کا اثر ظاہر ہو اور وہ
منہیات شرعیہ سے اجتناب ہے۔ چونکہ ہمارے نزدیک علت
اپنے اثر کی وجہ سے علت قرار پاتی ہے اس لیے ہم قیاس پر استحسان
کو ترجیح دیتے ہیں جس کا اثر قوی ہو۔

سوال 6:۔ استحسان کا لغوی اور اصطلاحی معنی لکھیں؟

جواب: لغوی معنی: کسی چیز کو اچھا جاننا اصطلاحی معنی: استحسان
ادلہ اربعہ میں سے وہ دلیل ہے جو قیاس جلی کے مدمقابل آتی
ہے اور زیادہ قوی ہونے کی صورت میں قابل عمل ہے۔

سوال 7: قیاس جلی اور قیاس خفی کے کتنے اثر ہوتے ہیں؟

جواب: قیاس جلی اور قیاس خفی میں سے ہر ایک کے دو دو اثر ہوتے
ہیں (1) ظاہری اثر (2) باطنی اثر ان میں سے جس
کا اثر باطنی قوی ہوگا اس کو دوسرے پر ترجیح دی جائے گی۔

**سوال 8:۔ "وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ" اس مسئلے پر قیاس اور
استحسان کے دلائل اور ان دلائل کا ظاہری اور باطنی
اثر بیان کریں؟**

جواب:۔ قیاس کی دلیل: رکوع اور سجدہ خشوع و خضوع میں ایک دوسرے
کے مشابہ ہیں یہی وجہ ہے کہ قرآن میں سجدہ کو رکوع سے تعبیر
کیا گیا ہے فرمان باری تعالی ہے "خر راکعا وأناب" یہاں رکوع
سے سجدہ مراد ہے کیونکہ خر یخر خرورا کا معنی "زمین پر گرنا"
ہے اور رکوع زمین پر گر کر ادا نہیں کیا جاتا۔

استحسان کی دلیل: ہمیں شرع نے سجدے کا حکم دیا نہ کہ رکوع کا اور
سجدہ اور رکوع دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں یہی وجہ ہے

کہ نماز میں رکوع کی جگہ سجود اور سجود کی جگہ رکوع نہیں کئے جاسکتے

دونوں دلائل کا ظاہری اثر: استحسان کا اثر ظاہر بظاہر قوی ہے تاہم اسکا باطنی اثر ضعیف ہے جبکہ قیاس کا ظاہری اثر بظاہر ضعیف ہے کیونکہ اسکی بنیاد مجاز پر ہے کہ کلام مجید میں سجدے کو مجازاً رکوع کہا گیا ہے لیکن اسکا اثر باطنی قوی ہے۔

دونوں دلائل کا باطنی اثر: استحسان کا باطنی اثر ضعیف ہے کیونکہ اس میں سجدہ تلاوت کو سجدہ صلوٰۃ پر قیاس کیا گیا ہے جو کہ قیاس کے ساتھ فرق کرنے والا ہے۔ کیونکہ فرع اصل کی نظیر نہیں ہے کہ سجدہ تلاوت عبادت غیر مقصودہ ہے جبکہ قیاس کا اثر باطن قوی ہے کہ سجدہ تلاوت عبادت غیر مقصودہ ہے جسکا مقصد صرف تواضع کا اظہار ہے اور رکوع میں بھی یہی عمل ہوتا ہے لہذا رکوع کو سجدہ تلاوت کے قائم مقام بنانا جائز ہے۔ تاہم سجدہ صلوٰۃ اور رکوع غیر نماز میں عبادت نہیں ہوتے لہذا ان کو سجدہ تلاوت کے ضمن میں ادا نہیں کیا جا سکتا۔

سوال: استحسان کی کتنی اور کون کونسی قسمیں ہیں؟

جواب: استحسان کی چار قسمیں درج ذیل ہیں۔ (۱) استحسان بالاثر (نص) (۲) استحسان بالاجماع (۳) استحسان بالضرورۃ (۴) استحسان بالقیاس الخفی

سوال: استحسان بالاثر کسے کہتے ہیں مثال کے ساتھ وضاحت

جواب: نص سے حاصل شدہ وہ دلیل جو قیاس کے مخالف ہو۔ اس سے حاصل ہونے والے حکم کو مستحسن بالاثر کہتے ہیں۔

جیسے: بیع سلم میں قیاس جلی کا تقاضا ہے کہ بیع سلم جائز نہ ہو کیونکہ بیع معدوم ہے جبکہ نص سے اس کا ثبوت

ہے اس پر قیاس کر کے دوسری چیزوں میں معدوم چیز

کی بیع نہ ہوگی

سوال ؏ : استحسان بالاجماع کی تعریف اور مثال بیان کریں؟

جواب : اجماع سے حاصل شدہ وہ دلیل جو قیاس کے مخالف ہو اس سے حاصل ہونے والے حکم کو مستحسن بالاثر کہتے ہیں۔ **مثال :** موچی کو سائز دیکر جوتا بنوانا اور پیسے پہلے دے دینا یہ ناجائز ہے۔ قیاس کے مطابق لیکن اجماع کے مطابق جائز ہے۔

سوال ؏ : استحسان بالضرورۃ کی تعریف اور مثال بیان کریں؟

جواب : ضرورت کے پیش نظر حاصل وہ دلیل جو قیاس کے مخالف ہو اس سے حاصل ہونے والے حکم کو مستحسن بالضرورۃ کہتے ہیں۔

مثال : جیسے حوض، کنواں وغیرہ ان کی پاکی ہوتی ہے ضرورت کی بناء کر کے لیکن قیاس کا تقاضا ہے یہ ناجائز ہو کیونکہ اس کو کپڑے کی طرح نچوڑا نہیں جاتا۔

سوال [13] : استحسان بالقیاس الخفی کی تعریف کریں؟

جواب : وہ قیاس خفی ہے جو قیاس جلی سے اقوی ہو اس سے ثابت ہونے والے حکم کو مستحسن بالقیاس الخفی کہتے ہیں۔

سوال [14] : کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ علت موجود ہو اور کسی مانع کی وجہ سے حکم نہ ہو بعض مشائخ احناف، امام مالک، امام معتزلہ امام احمد اس کے قائل ہیں؟

جواب : دلیل : علل شرعیہ احکام کے لیے علامت ہوتی ہیں

جیسے بادل علامت بارش کے لیے

احناف : تخصیص کے جواز کے قائل نہیں کہ حکم کا تخلف بغیر مانع کے تو بالکل ظاہر باطل ہے اور مانع کی وجہ سے بھی باطل ہے مطلب جہاں بھی علت ہوگی حکم ہوگا ورنہ تخلف میں مناقضہ ہوگا۔

قیاس کا حکم

حکم یہ ہے کہ یعنی اس کا حکم ایسی فرع کی طرف متعدی کرنا جس میں نص یا اجماع وغیرہ کی کوئی دلیل نہ ہو جو قیاس سے بڑھ کر ہو۔ اصل والا حکم فرع میں ثابت کیا جائے گا غالب رائے سے جس میں غلطی کا بھی احتمال ہوگا۔ علت اصل کی وجہ سے فرع کی طرف حکم متعدی ہو لازم ہے یہ ہمارے نزدیک ہے۔ اور امام شافعی کے نزدیک علت کے پائے جانے کے باوجود اصل والا حکم فرع کی طرف منتقل ہونا لازم نہیں بلکہ صحیح ہے۔

سوال: تعلیل اور قیاس کے لیے تعدیہ لازم ہے یا نہیں اس میں احناف اور شوافع کا اختلاف بیان کریں

جواب: احناف: تعلیل اور قیاس کے لیے تعدیہ لازم ہے۔

شوافع: امام شافعی کے نزدیک تعلیل اور قیاس بغیر تعدیہ کے بھی درست ہے۔

اس لیے امام شافعی نے نقدین میں ثمنیت کو علت قرار دیا ہے یہ علت قاصرہ ہے۔ ثمنیت صرف نقدین کے ساتھ خاص اس کا تعدیہ نہیں۔

امام شافعی کی دلیل: جس طرح دوسری شرعی حجتوں سے احکام کا اثبات ہو جاتا ہے وہ عام ہو یا خاص ہو اور اس میں تعدیہ شرط نہیں۔ بلکہ بغیر تعدیہ کے بھی تعلیل سے حکم ثابت ہو جائے گا کیونکہ وصف کے علت بننے کا مدار موافقت پر ہے اور عدالت پر ہے جب اس میں یہ تاثیر پائی جا رہی ہے تو اب چاہے اس میں تعدیہ نہ بھی ہو تو اس کا علت بننا درست ہے۔ جب یہ حکم کی علت بن جائے گی تو اس کی تاثیر ظاہر ہو جائے گی۔ پس وصف کا علت ہونا اس کے تعدیہ کا تقاضہ نہیں کرتا۔

احناف کی دلیل: کہ تعلیل دلیل شرعی ہے اور دلیل شرعی

اور دلیل شرعی کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے حکم یقینی اور عمل واجب
ہو۔ دونوں میں سے کوئی ایک فائدہ ہونا چاہیے۔ یہاں
ہم نے دیکھا کہ تعلیل سے حکم یقینی حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ
تعلیل دلیل ظنی ہے جو مفید ظن ہے اور تعلیل سے عمل بھی
واجب نہیں ہوتا کیونکہ منصوص علیہ کا واجب ہونا نص
سے ہوتا ہے۔ کیونکہ نص تعلیل سے بڑھ کر ہے تو وجوب
کو نص سے ہٹا کر تعلیل طرف منسوب نہیں کر سکتے۔ جب دونوں
فائدے تعلیل سے نہیں ہو رہے تو اب سوائے تعدیہ کے
کوئی فائدہ باقی نہ رہا۔ ورنہ تعلیل کا بے کار ہونا
لازم آئے گا۔ اس لیے احناف نے تعدیہ کو لازم قرار دیا ہے کہ
کم از کم تعلیل میں تعدیہ کا فائدہ تو ہو یعنی اس سے فرع کی طرف
حکم کو متعدی کرنا تاکہ تعلیل کا باطل ہونا لازم نہ آئے۔ اس
لیے تعدیہ کو لازم کیا۔

سوال: علت کی اقسام بیان کریں

جواب: علت کی دو اقسام ہیں (i) علت طردیہ (ii) علت مؤثرہ

(i) طردیہ: وہ یہ ہے کہ حکم اس علت کے وجود اور عدم کے ساتھ
دائر ہو اور بعض کے نزدیک صرف وجود کے ساتھ دائر ہو
یعنی علت ہو تو حکم ہو ورنہ نہ ہو۔ بعض کے نزدیک
علت ہو تو حکم کا وجوب ہو اور علت نہ ہو تو حکم کے
وجود و عدم کا کوئی فیصلہ نہیں کرتے۔

علت طردیہ میں تاثیر کو نہیں دیکھا جاتا۔ شوافع اس سے
کرتے ہیں۔ اور ہمارے نزدیک طردیہ سے استدلال
درست نہیں ہے۔

علت مؤثرہ: ایسی علت جس کی تاثیر نص یا اجماع سے دوسری
جگہ ظاہر ہو چکی ہو۔

ہم شوافع پر جو اعتراض کرتے ہیں جس سے علت طردیہ کا دفاع ہوتا ہے اسکی چار قسمیں ہیں:

i) قول بموجب العلۃ ii) ممانعت iii) فساد وضع
iv) مناقضہ

قول بموجب العلۃ:

فریق مخالف نے جو علت بیان کی ہے اس کو تسلیم کر کے ہم ایسا نقطہ چھوڑ دیں گے کہ علت تو تبدیل نہ ہو لیکن حکم تبدیل ہو جائے۔

مثال: شوافع کہتے ہیں کہ رمضان کا روزہ بغیر نیت کے درست نہیں جبکہ ہم کہتے ہیں کہ درست ہے۔

شوافع کہتے ہیں کہ رمضان کا روزہ فرض ہے اور جہاں فرضیت ہوگی وہاں نیت کا تعین کرنا بھی ضروری ہے۔ جیسے فرض نماز ... ...
وغیرہ یہ طردیہ سے ثابت کیا ہے۔

ہمارے نزدیک رمضان کے روزے کے لیے مطلق نیت صحیح ہے۔ اس لیے کہ تعین دو طرح کی ہوتی ہے i) بندہ خود تعین کرے جیسے نذر کا روزہ ii) شریعت تعین کرے۔ رمضان کے روزے میں شریعت کی تعیین موجود ہے لہذا مطلق نیت کافی ہوگی۔ یہاں ہم فریق مخالف کی علت کو تسلیم کر کے حکم اس کے خلاف ثابت کیا ہم نے شوافع کے اس استدلال کو رد کر دیا۔ یہ قول بموجب العلت ہے۔

ممانعت: اس کی چار قسمیں ہیں

i) ممانعت فی نفس الوصف ii) وصف کی صلاحیت حکم کے لیے اس میں ممانعت
iii) نفس حکم میں ممانعت iv) حکم کی نسبت وصف کی طرف کرنے میں ممانعت

فساد الوضع: علت کی بنیاد ہی فاسد ہو معلل نے ایسے وصف سے حکم کو علت بنایا ہو جس وصف کا حکم سے کوئی جوڑ نہیں۔ بلکہ یہ وصف کی ضد کو چاہتا ہے۔

مثال: زوجین میں سے کسی ایک کے اسلام لانے کی صورت میں تفریق
لازم ہو جاتی ہے۔ شوافع کے نزدیک اگر زوجہ مدخول بہا
ہو تو وہ دونوں میں سے کسی ایک کے ارتداد سے فرقت نہیں ہوگی۔
ہم کہتے ہیں کہ اسمیں فساد وضع ہے کہ اسلام حقوق کو منقطع
نہیں کرتا بلکہ جوڑتا ہے۔ اس لیے اسلام سے نکاح منقطع نہیں ہوگا۔
البتہ دوسرے پر اسلام پیش کیا جائے گا۔ اگر انکار کرے
تو یہ باعث فرقت ہوگا لیکن ارتداد بلفظ فرقت ہے چاہے
مدخول بہا ہو یا غیر مدخول بہا۔

مناقضہ: معلل نے جس وصف کو علت بنایا ہے بعض
جگہوں پر علت سے تخلف ہو یعنی علت تو ہو لیکن حکم نہ پایا جائے
چاہے مانع کی وجہ سے ہو یا غیر مانع کی وجہ سے۔ جو حضرات تخصیص
علت کے جواز کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر تخلف کسی مانع کی وجہ سے ہے تو مناقضہ ہے
اور اگر کسی مانع کی وجہ سے تو مناقضہ نہیں کہیں گے بلکہ
فن مناظرہ میں اس کو نقض کہا جائے گا۔

مثال: امام شافعی فرماتے ہیں کہ وضو میں نیت فرض ہے جس طرح تیمم میں کیونکہ دونوں
طہارت ہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک میں دونوں کا حکم علیحدہ ہو۔
ہم کہتے ہیں کہ تمہاری یہ دلیل ٹوٹ جاتی ہے غسل ثوب نجاست سے اور غسل بدن نجاست سے
کیونکہ یہ بھی طہارت ہیں لیکن ان میں نیت شرط نہیں۔ اور ان کی دلیل اس سے بھی
ٹوٹ جاتی ہے کہ نماز طہارت نہیں لیکن اس میں بھی نیت فرض ہے۔

امام شافعی کی طرف سے جواب: وضو طہارت حکمی ہے جو کہ امر تعبدی ہے اور غیر معقول ہے
لہذا یہ نیت کی فرضیت میں تیمم کی طرح ہوگا کہ وہ بھی امر تعبدی ہے۔ لہذا اس میں بھی
نیت فرض ہے۔ لیکن کپڑے اور بدن کا دھونا طہارت حقیقی ہے۔ اس میں نیت
فرض نہیں۔

"علل مؤثرہ"

نوٹ:۔ احناف علل مؤثرہ سے دلیل پکڑتے ہیں۔

سوال نمبر:۔ علل مؤثرہ پر کون کونسی چیزیں وارد ہو سکتی ہیں اور کون سی نہیں؟

جواب:۔ علل مؤثرہ پر قول بموجب العلۃ اور معارضہ وارد کیے جا سکتے ہیں۔ بخلاف فساد وضع اور مناقضہ یہ علل مؤثرہ پر وارد نہیں کیے جا سکتے جیسے کتاب و سنت اور اجماع پر فساد وضع اور مناقضہ وارد نہیں کیے جا سکتے کیونکہ علل مؤثرہ کی تاثیر کتاب، سنت یا اجماع سے ثابت ہوئی ہے۔

نوٹ:۔ لیکن علل مؤثرہ پر صورۃً مناقضہ وارد ہو سکتا ہے۔

سوال نمبر:۔ جب علل مؤثرہ پر صورۃً مناقضہ وارد ہو تو اسے کتنے طریقوں سے دور کیا جا سکتا ہے؟

جواب:۔ جب علل مؤثرہ پر صورۃً مناقضہ وارد ہو تو اسے چار طریقوں سے دور کرنا ضروری ہے۔

1) دفع بالوصف **2)** دفع بالمعنی الثابت بالوصف

3) دفع بالحکم **4)** دفع بالغرض

سوال نمبر:۔ دفع بالوصف کے ذریعے کیسے علل مؤثرہ پر صورۃً مناقضہ کو رد کیا جاتا ہے مثال سے وضاحت کریں؟

جواب:۔ معترض جب وصف کو علت بنا کر فرع میں مناقضہ کرے تو اس کے عدم وجود کو ثابت کر کے مناقضہ کو دور کر دینا دفع بالوصف سے مناقضہ کو دور کرنا کہلاتا ہے۔

مثال:۔ ہمارے نزدیک خروج نجاست حدث ہے چنانچہ اگر سبیلین کے علاوہ بدن سے بھی نجاست کا خروج پایا جائے تو حدث لاحق ہو جائے گا اور یہ خروج نجاست ایسی علت ہے جس کی تاثیر قرآن مجید سے ثابت ہے بقولہ تعالیٰ:

"او جاء احد منکم من الغائط"

سوال۶:۔ "فیوجد دملیہ ما اذا لم یسل" مذکورہ عبارت میں موجود اعتراض کی وضاحت کریں اور اس کا جواب دیں؟

جواب:۔ امام شافعی کا اعتراض:۔ جب آپ کے نزدیک خروج نجاست حدث کی علت ہے تو پھر اس وقت کہ جب غیر سبیلین سے نجاست (مثلاً خون) خارج ہو مگر نہ بہے تو اس وقت آپ حدث کا حکم کیوں نہیں لگاتے حالانکہ خروج نجاست پایا گیا؟

جواب:۔ وہاں خروج نہیں پایا گیا کہ حدث کا حکم لگایا جائے کیونکہ ہر کھال کے نیچے رطوبت ہوتی ہے اور ہر رگ میں خون ہوتا ہے چنانچہ جب کھال ہٹی تو رطوبت یا خون ظاہر ہو گیا اس کا خروج نہیں ہوا کیونکہ خروج اسے کہتے ہیں کہ کسی شی کا داخل سے خارج کی طرف منتقل ہونا اور وہ یہاں نہیں پایا گیا۔

سوال۷:۔ دفع بالمعنی الثابت بالوصف کے ذریعے سے علل مؤثرہ پر ہونے والے صورۃ مناقضہ کو رد کیا جاتا ہے۔ مثال سے وضاحت کریں؟

جواب:۔ وصف سے دلالت کرنے سے ایک ایسا معنی ثابت ہوتا ہے جس کے سبب وصف کو علت قرار دیا جاتا ہے اس معنی کے عدم کو ثابت کر کے مناقضہ کو رد کر دینا دفع بالمعنی الثابت بالوصف کہلاتا ہے۔

* یعنی ہم کہتے ہیں وہ معنی ہی نہیں پایا گیا جو وصف کو ثابت کرتا ہے بلکہ اس کا ثبوت بالدلالۃ ہے جب معنی ہی نہ پایا گیا جس کی وجہ سے وصف علت بنتا تھا تو علت بھی نہ پائی گئی اور اس پر مرتب ہونے والا حکم بھی نہ پایا گیا۔

مثال:۔ جب نجاست خارج ہو تو اس جگہ کو پاک کرنا لازم ہو گیا بلکہ عقل کا تقاضہ یہ ہے کہ تمام بدن کو دھویا جائے یعنی پہلے اس جگہ کو پاک کرنا پھر دھونا پھر پورا بدن کو دھونا۔ لیکن حرج کو اٹھانے کے لیے اعضاء اربعہ پر اکتفاء کر لیا گیا۔

موصوف میں علت بننے کا معنی ہی نہیں پایا گیا کیونکہ موصوف تجزی کا
احتمال نہیں رکھتا جب کل بدن کی تطہیر لازم نہیں تو جس جگہ خون
ظاہر ہوا اس جگہ کی تطہیر بھی ضروری نہیں یعنی یہاں عدم خروج موجب
عدم لزوم تطہیر کو بنایا گیا کہ وہ معنی ہی نہیں پایا گیا جو وصف میں
علت بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

سوال ۶:۔ دفع بالحکم سے مناقضہ کو کیسے دور کیا جاتا ہے؟

جواب:۔ معترض کہے کہ فرع میں آپ کی مسلمہ علت تو پائی جا رہی ہے
مگر جو حکم آپ نے اس سے ثابت کیا وہ نہیں پایا جا رہا۔ چنانچہ اس
حکم کے وجود کو ثابت کر کے مناقضہ کو دور کر دینا دفع بالحکم کہلاتا ہے۔

سوال ۷:۔ "یورد علیہ صاحب الجرح السائل" مذکورہ عبارت میں موجود اعتراض لکھیں اور اس کا رد کریں؟

جواب:۔ امام شافعی کا اعتراض:۔ مسلسل بہنے والے زخم سے بھی حدث
لاحق ہونا چاہیے کیونکہ اس میں بھی خروج نجاست پایا جا رہا ہے مگر آپ
کے نزدیک جب تک وقت باقی رہے حدث لاحق نہیں ہوتا ہے جس سے معلوم
ہوتا ہے کہ آپ نے جس وصف کو علت قرار دیا ہے اس کے ہوتے ہوئے
آپ کا ثابت کردہ حکم نہیں پایا جا رہا؟

جواب:۔ ہمارے نزدیک مذکورہ فرع میں خروج نجاست کا حکم پایا
گیا ہے لیکن ضرورت کی بنا پر اس حکم کو خروج وقت کے بعد تک مؤخر
کیا گیا ہے۔ اور اسی حالت کی وجہ سے وقت نکلنے کے بعد وضو لازم ہوتا ہے۔

سوال ۸:۔ دفع بالغرض سے مناقضہ کو کیسے دور کیا جاتا ہے؟ مثال۔

جواب:۔ کسی غرض کو ثابت کر کے مناقضہ کو دور کرنا دفع بالغرض سے
مناقضہ کو دور کرنا کہلاتا ہے۔

مثال:۔ ہم بول اور دم میں تسویہ ثابت کرتے ہیں جبکہ اہل وقت
میں مسلسل بول کو خروج الحفاظ کے لیے ناقض وضو نہیں مانا گیا تو لگاتار خون

حصول سے جاری ہوئے کو بھی ایک وقت میں ناقض نہیں مانیں گے تاکہ اصل اور فرع میں برابری ہو جائے۔

سوال: معارضہ کی تعریف کریں؟

جواب: اس دعوے کے خلاف پر دلیل قائم کرنا جس پر مخالف مدعی مستدل نے دلیل قائم کی ہے۔

سوال: معارضہ کی اقسام لکھیں؟

جواب: معارضہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) معارضہ فیہا مناقضہ (۲) معارضہ خالصہ

سوال: معارضہ فیہا مناقضہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: مدعی کی دلیل کے خلاف دلیل قائم کر دی جائے معترض کی دلیل چونکہ معلل کی دلیل کے خلاف ہے معارضہ ہے لہذا ہے اور دلیل میں خلل پایا گیا ہے لہذا مناقضہ ہے۔

اعتراض: جب معارضہ اور مناقضہ دونوں پائے گئے تو اس کا نام "مناقضہ فیہا المعارضہ" کیوں نہیں رکھا؟

جواب: معارضہ اصل ہے اور اس میں نقض ضمنی ہے لہذا نام "معارضہ فیہا مناقضہ" ہی ہوتا ہے "مناقضہ فیہا المعارضہ" کا دوسرا نام قلب ہے۔

سوال: قلب (معارضہ فیہا مناقضہ) کی کتنی اقسام ہیں اور کون کونسی اقسام ہیں؟

جواب: قلب کی دو قسمیں ہیں:

① "قلب الحکم علۃ و قلب العلۃ حکما"

② "قلب الوصف شاھدا علی المعلل بعد ان کان شاھدا لہ"

سوال: قلب کی پہلی قسم کا نام "قلب الحکم علۃ و قلب العلۃ حکما" کیوں رکھا گیا؟

جواب: "قلب" "قلب الاناء" سے ماخوذ ہے۔ یعنی اوپر والے برتنوں کو نیچے اور نیچے والے برتنوں کو اوپر کر دینا۔ اور معارضہ فیہا مناقضہ کو اس لیے قلب کہتے ہیں کہ اس میں تعلیل کو اس کی اصل صورت کے مخالف صورت کی طرف پھیر دیا جاتا ہے اسی وجہ سے اس کا نام قلب رکھا گیا۔

سوال ۱۱: "قلب الحکم علۃ وقلب العلۃ حکما" سے کیا مراد ہے؟ مثال سے بیان کریں؟

جواب: سائل نے جسے علت بنایا ہو اس حکم بنا دینا اور جسے حکم بنایا ہو اسے علت بنا دینا "قلب الحکم علۃ وقلب العلۃ حکما" کہلاتا ہے۔

مثال: امام شافعی رحمۃ اللہ نے فرمایا کفار (ذمیوں) کے بارہ کو ایک سو کوڑے لگائے جاتے ہیں لہذا ثیبہ کو رجم کیا جائے گا ان کے نزدیک اسلام شرط احصان نہیں۔ لہذا مسلمان اور کفار (ذمیوں) کی حد ایک طرح کی ہو گی انہوں نے ثیبوت کے لیے جلادت کو علت بنایا۔

امام شافعی کا رد بطور قلب الحکم علۃ وقلب العلۃ حکما:

"قلنا ان المسلمین انما الجلد بکرھم مائۃ لانہ یرجم ثیبھم"

ہم نے کہا مسلمانوں کے بارہ کو اس لیے ایک سو کوڑے لگائے جاتے ہیں کہ ان کے ثیبہ کو رجم کیا جاتا ہے۔

ہم نے ثیبوبت (ثیبہ) کو جلادت کے لیے علت بنایا ہے یعنی ہم نہیں مانتے کہ مسلمانوں میں "جلد مائۃ" علت ہے رجم کی، بلکہ ہم کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں رجم ثیبوبت علت ہے بارہ کے (جلد مائۃ) کی

ہم نے کہا جب وہ انقلاب (بدلنے) کا احتمال رکھتا ہے تو اصل فاسد ہو گئی اور جو امام شافعی نے قیاس کیا وہ قیاس باطل ہو گیا۔

سوال ۱۲: "قلب الوصف شاھدا علی المعلل بعد ان کان شاھدا لہ" سے کیا مراد ہے؟ مثال سے وضاحت کریں؟

جواب: جس وصف کو معلل نے اپنے لئے شاہد بنایا ہو معترض اسی وصف

کو اس کے خلاف مشابہ بنا دیا۔

دوسری قسم کی وجہ تسمیہ:۔

یہ دوسری قسم "قلب الجراب" سے ماخوذ ہے یعنی تو شہ دان کو الٹ کر دینا ہے اس کی پشت تمہاری طرف تھی اور چہرہ معلل کی جانب اب چہرہ تمہاری جانب ہو گیا اور پشت معلل کی جانب۔

* اہل ~~[illegible]~~ مناظرہ اسی کا نام "معارضہ بالقلب" رکھتے ہیں۔

نوٹ:۔ "لکن انہ لا یکون الا لو صف زائد فیہ تفسیر للاول"

قلب کی یہ قسم اس وقت پائی جائے گی جب زائد وصف پہلے وصف کی تفسیر بنے پہلا وصف کے لیے تغیر نہ بنے۔

مثال:۔ امام شافعی فرماتے ہیں رمضان کا روزہ فرض ہے لہٰذا اس میں تعیین نیت (کہ یہ روزہ رمضان کا ہے) ضروری ہے۔ جس طرح قضاء رمضان فرض ہے اس لیے اس میں تعیین نیت فرض ہے۔

احناف کا جواب:۔ ہم کہتے ہیں کہ رمضان کا روزہ چونکہ فرض ہے معین دنوں میں تو بندے کی تعیین سے بے پرواہ ہے لہٰذا قضاء رمضان اگرچہ فرض ہے لیکن اس میں شارع کی جانب سے دن معین نہیں کئے گئے لہٰذا وہ بندے کی تعیین کے محتاج ہیں یعنی ایک تعیین کافی ہے جب شارع کی طرف سے تعیین پائی جائے گی تو بندے کی تعیین کی ضرورت نہیں جب شارع کی طرف سے تعیین نہ پائی جائے تو بندے کی تعیین ضروری ہو گی۔

"لانہ انما یتعین بعد الشروع وھذا قبل الشروع" لیکن قضاء شروع کرنے کے بعد معین ہوتے ہیں اور صیام رمضان شروع کرنے سے پہلے ہی شارع کی طرف سے معین ہوتے ہیں۔

سوال ۲:۔ قلب تسویہ سے کیا مراد ہے اور اس کا حکم بیان کریں؟

جواب:۔ قلب کی دونوں قسموں کے علاوہ ایک قسم اور بھی پائی جاتی ہے جسے قلب تسویہ کہتے ہیں اور یہ فاسد ہے کیونکہ اس میں مناقضہ نہیں پایا جاتا بلکہ

صرف معارضہ پایا جاتا ہے۔

مثال :- نوافل اگرچہ خود بخود فاسد ہو جاتی ہیں جیسے نمازی کو حدث لاحق ہو جائے تو اسے قضاء کرنا ضروری نہیں البتہ حج میں فساد طاری ہو جائے تو اسے پورا کرنا ضروری ہے۔ لہذا نوافل کو شروع کر کے توڑ دیا جائے جیسا کہ ان کو قضاء کرنا لازم نہیں جیسا کہ وضو شروع کر کے چھوڑ دیا جائے تو اس کو قضاء کرنا لازم نہیں۔

اضافہ کا جواب :- "فیقال لھم لما کان کذالک وجب ان یستوی فیہ حکم النذر والشروع کالوضوء"

ہماری طرف سے جواب یہ دیا جائے گا کہ جب تم نے نوافل کے توڑنے کو وضو کے چھوڑنے پر قیاس کیا ہے تو چاہیے کہ وضو کے ساتھ نذر اور شروع کرنے میں حکم برابر ہونا چاہیے جس طرح وضو کی نذر ماننے یا وضو شروع کرنے سے لازم نہیں ہوتا تو تمہارے نزدیک نوافل بھی نذر سے لازم نہ ہوں اور نہ ہی شروع کرنے سے لازم ہوں۔ حالانکہ نذر ماننے سے نوافل بالاجماع لازم ہو جاتے ہیں۔

سوال 7 :- علت کی یہ جو تیسری قسم ہے یہ ضعیف کیوں ہے اس کی وجہ تحریر کریں؟

جواب :- یہ قسم دو وجہ سے ضعیف ہے۔ ایک یہ کہ مستدل نے تسویہ بیان نہیں کیا لیکن سائل نے تسویہ کو ثابت کیا ہے اس لیے مناقضہ نہیں پایا گیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ کلام میں مقصود معانی ہیں نہ کہ الفاظ اور مصنف نے جو استواء بیان کی ہے وہ معنی مختلف فیہ ہے

"ورد ثبوت من وجہ و سقوط من وجہ علی وجہ التعطا ذو ذالک مبطل للقیاس"

تسویہ کے قول میں معنی اختلاف پایا گیا ہے اس لیے کہ اصل میں ملزوم مرزوم کا اعتبار کیا گیا ہے اور فرع میں لزوم کا اعتبار کیا گیا ہے یہ تضاد ہے

سوال ۱۸:- معارضہ خالصہ سے کیا مراد ہے اور اس کی اقسام بیان کریں؟

جواب:- معارضہ خالصہ سے مراد وہ معارضہ ہے جو مناقضہ سے خالی ہو

معارضہ کی دو اقسام ہیں

(1) معارضہ فی حکم الفرع (2) معارضہ فی علۃ الاصل

سوال ۱۹:- معارضہ فی حکم الفرع سے کیا مراد ہے؟ مثال بھی بیان کریں؟

جواب:- سائل معلل سے کہتا ہے کہ میرے پاس ایسی دلیل ہے جو تمہارے بیان کردہ حکم کے خلاف پر دلالت کرتی ہے معارضہ خالصہ کی یہ قسم صحیح ہے

مثال:- عند الشافعی:- مسح میں تثلیث سنت ہے کیونکہ یہ رکن ہے اور تمام ارکان مغسولہ میں تثلیث سنت ہے لہذا مسح میں بھی تثلیث سنت ہے۔

عند الاحناف:- ہم نے کہا مسح مسح ہے اور مسح میں تثلیث مستلزم نہیں بلکہ (۲) بار کو مستلزم ہے کہ مسح ایک بار ہو جیسے مسح علی الخفین لہذا مسح بھی ایک بار ہو۔

سوال ۲۰:- معارضہ فی علۃ الاصل سے کیا مراد ہے؟ مثال سے بیان کریں؟

جواب:- معترض کا ایسی دلیل لے کر آنا جو اس بات پر دلالت کرے کہ اصل میں علت وہ نہیں ہے جو معلل نے بیان کی بلکہ دوسری چیز ہے جو کہ فرع میں نہیں پائی جاتی۔ معارضہ کی یہ قسم باطل ہے

* معارضہ فی علۃ الاصل کو مفارقہ بھی کہتے ہیں۔ کہ معارض ایسی علت پیش کرتا ہے جس کی اصل اور فرع میں فرق ہو جاتا ہے۔

مثال:- چونے اور گچ کی بیع تفاضل سے ناجائز ہے جو اور گیہوں پر قیاس کرتے ہوئے۔ اور علت ہمارے نزدیک قدر و جنس ہے۔

عند الشافعی:- امام شافعی نے اس پر معارضہ کیا کہ مقیس علیہ کی علت اقتیات وادخار ہے اور یہ فرع میں موجود نہیں یہ باطل ہے* اس کا

جواب:- علت نہ ہونا عدم حکم کی دلیل نہیں کیونکہ حکم کی بہت سی دلیلیں ہو سکتی ہیں

قاعدہ:- دوسرا کلام صحیح فی الاصل یذکر علی سبیل المفارقۃ فاذکرہ

علی سبیل المعارضۃ"

ہر کلام جو اپنی اصل کے اعتبار سے صحیح ہو جسے معارضہ کے طور پر پیش کیا جاتا ہے بشرطیکہ اسے مخالفت کے طور پر پیش کرے تاکہ کلام مقبول ہو اور اس پر کوئی اعتراض وارد نہ ہو۔

اس اصل پر مثال:۔

امام شافعی فرماتے ہیں مرتہن اپنے اس غلام کو آزاد کرے جو مرتہن کے پاس مرہون ہے تو اس کا اعتاق نافذ نہیں ہوگا بلکہ وہ مفسد ہو کیونکہ مرتہن کا تصرف مرتہن کے حق سے ملاقی ہو رہا ہے جس سے اس کا حق باطل ہو رہا ہے یہ اسی طرح ناجائز ہو جیسا کہ رہن کی بیع جائز نہیں۔

امام شافعی کا رد:۔

اس کا رد یہ ہے کہ "لیس هذا کالبیع لازمة تحتمل الفسخ بخلاف العتق" اعتاق بیع کی طرح نہیں ہے یہ قیاس مع الفارق ہے دیو جائز نہیں کیونکہ بیع میں فسخ کا احتمال پایا گیا ہے اور اعتاق میں فسخ کا احتمال نہیں ہے۔

مفارقت سے ممانعت کی طرف عدول:۔

امام شافعی اپنی دلیل کو درست کرنے کے لئے مفارقت سے ممانعت کی طرف عدول کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اصل یعنی بیع موقوف ہے ابتدائی رد کا احتمال بھی ہے اور فسخ کا بھی اور فرع کا بھی یعنی اعتاق میں کلی طور پر فسخ درست نہیں۔ ہو تو امام نے بظاہر ممانعت پیش کر کے اپنی دلیل کو صحیح کرنے کی کوشش کی لیکن حقیقت میں معترض کی بات کو تسلیم کرنا آ رہا ہے

فصل فی الترجیح

سوال: ترجیح کسے کہتے ہیں مثال سے وضاحت کریں۔

جواب: جب دو دلیلوں میں تعارض پیدا ہو جائے تو اس تعارض کو ختم کرنے کے لیے ترجیح کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اگر مستدل اپنی دلیل کی کوئی وجہ ترجیح بیان نہ کر سکے اور معترض کی دلیل قسمت میں جب تک مستدل کی دلیل کے برابر ہوگی تو معارضہ قائم رہے گا۔ **ترجیح:** دو برابر دلیلوں میں سے ایک دلیل کو دوسری دلیل پر فضیلت دینا کسی وصف کا اعتبار کرتے ہوئے۔

* اہل اصول کہتے ہیں کہ ایک قیاس کو دوسرے قیاس پر کسی تیسرے قیاس کی وجہ سے ترجیح نہیں دی جائے گی۔ کیونکہ تیسرا قیاس بذات خود ایک مستقل دلیل ہے۔ جیسے چار گواہوں کو دو پر ترجیح نہیں دی جائے گی کیونکہ ترجیح وصف زائد ہے۔ لہذا عادل گواہوں کو فاسقوں پر ترجیح دی جائے گی۔

اسی طرح کتاب وسنت کو اس وجہ سے ایک کو ترجیح نہیں دی جائے گی۔ بلکہ ترجیح دلیل کی قوت کو دیکھ کر دی جائے گی۔

مثال:۔ ایک شخص کو کسی نے خطأ ایک زخم پہنچایا وہ فوت ہو گیا اور دوسرے کو خطأ کسی نے کئی زخم پہنچائے تو وہ زخمی ہو گیا اور مر گیا تو دونوں قاتلوں کے عاقلوں پر دیت برابر لازم آئے گی۔ کئی زخم پہنچانے والے کو ایک زخم پہنچانے والے پر ترجیح نہیں دی جائے گی۔

سوال: وجوہ ترجیح کتنی اور کون کونسی ہیں مکمل بیان کریں۔

جواب: وجوہ ترجیح چار ہیں: جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ترجیح بقوۃ الاثر: یعنی دو قیاسوں میں سے جس کا اثر دوسرے کے مقابلہ میں زیادہ قوی ہوگا اسے دوسرے پر ترجیح دی جائے گی۔ کیونکہ تاثیر ایسا معنی ہے جو دلیل میں موجود ہوتا ہے

جیسا کہ استحسان اگر اثر زیادہ رکھتا ہے تو قیاس پر ترجیح دی جائے گی اسی طرح جب قیاس کا اثر زیادہ ہوتا ہے تو استحسان پر راجح ہوتا ہے

(2) ترجیح بقوۃ ثباتہ: یعنی دو متعارض قیاسوں میں سے جس کا وصف اپنے حکم کے ساتھ التزام ہوگا اس کو دوسرے پر ترجیح دی جائے گی۔ **جیسے:** ہم مسح راس میں مسح کو "عدم تثلیث" کے لیے علت بناتے ہیں۔ اور یہ وصف یعنی مسح اپنے حکم یعنی تخفیف کے ساتھ التزام ہے۔ جہاں مسح پایا جاتا ہے وہاں تخفیف بھی پائی جاتی ہے جیسے مسح علی الخف، مسح علی الجبیرہ اور تیمم۔ جبکہ **امام شافعی** فرماتے ہیں کہ مسح رکن ہے لہذا اس میں تکرار سنت ہے۔ جس طرح وضو میں دیگر ارکان میں تثلیث مسنون ہے اسی طرح مسح میں بھی مسنون ہے۔

احناف کہتے ہیں کہ ارکان نماز (یعنی قیام، سجود، رکوع وغیرہ) میں تثلیث نہیں پائی جاتی حالانکہ ان سب میں رکنیت پائی جا رہی ہے معلوم ہوا رکن ہونا تثلیث کی علت نہیں ہے بلکہ نماز کے ارکان کا حکم یہ ہے کہ ان کو کامل طریقے سے پورا کیا جائے نہ کہ تکرار کے ساتھ۔ ارکان نماز میں تکرار مشروع نہیں ہوئی۔

نوٹ: مسح کا حکم لازمی طور پر وہاں پایا جائے گا جہاں تطہیر غیر معقول پائی جائے گی جیسے تیمم، مسح علی الخف وغیرہ۔

اور جہاں تطہیر غیر معقول نہ ہو بلکہ تطہیر معقول ہو وہاں یہ حکم لازم نہیں ہوگا۔ جیسے غیر پانی کے ساتھ استنجاء کہ وہاں تکرار مشروع و مسنون ہے۔

(3) ترجیح بکثرۃ الاصول: یعنی دو متعارض قیاسوں میں سے جس قیاس کے وصف کے لیے زیادہ مقیس علیہ ہوں اسکو دوسرے

پر ترجیح ہوگی۔

(۴) ترجیح بالعدم عند عدمہ: چوتھی وجہ ترجیح یہ ہے کہ عدم حکم کو عدم وصف کی وجہ سے ترجیح دی جائے۔ **جیسا کہ کہا جائے** مسح راس وضو میں مسح ہے لہذا اس میں تکرار سنت نہیں ہے۔ اس کا عکس ہو سکتا ہے کہ جو مسح نہیں اس میں تکرار سنت ہے جیسا کہ "غسل الوجہ" یہ ہمارے نزدیک ہے۔ جبکہ **امام شافعی علیہ الرحمہ** کی علت کا عکس نہیں کہ مسح چونکہ رکن ہے لہذا اس میں تکرار سنت ہے لیکن اس کا عکس نہیں کیا جا سکتا کہ جو رکن نہیں اس میں تکرار سنت نہیں کیونکہ کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا اور تسبیحات رکوع وسجود رکن نہیں لیکن ان میں تکرار سنت ہے۔ **تنبیہ:** وجود وصف پر وجود حکم کا مرتب ہونا اور عدم وصف پر عدم حکم کا مرتب ہونا زیادہ واضح ہے بالنسبت اس کے کہ وصف معدوم ہو جائے لیکن حکم معدوم نہ ہو۔

سوال: وجوہ ترجیح میں جب تعارض ہو جائے تو کیا کیا جائے؟

جواب: ایسی صورت میں بالذات کو بالوصف پر ترجیح دی جائے گی کیونکہ حال یعنی وصف عارض ہے اور ذات کے ساتھ قائم ہے اس لیے وصف جب تابع ہے ذات کے تو تابع ذات کو باطل نہیں کر سکتا۔ **مثال:** ہم کہتے ہیں کہ رمضان کا روزہ نصف نہار شرعی سے پہلے نیت کر لینے سے ادا ہو جاتا ہے اس لیے کہ روزہ ایک رکن ہے جس میں نیت کا پایا جانا ضروری ہے۔ جب روزہ کے بعض اجزاء میں نیت پائی گئی ہے، اور بعض میں نہیں پائی گئی اس لیے اس میں تعارض پایا گیا، لہذا ہم کثرت اجزاء صوم میں نیت کے پائے جانے کو ترجیح دیں گے۔ کیونکہ کثیر اجزاء میں نیت کا پایا جانا امر وجودی ہے جس کو وصف ذاتی کا درجہ

حاصل ہے۔

دوسری وجہ: یہ ہے کہ عبادات میں احتیاطاً فساد کو ترجیح نہیں دی جائے گی کیونکہ عبادات میں فساد کو ترجیح دینا وصف عارضی ہے اور صحتِ عبادت کو ترجیح دینا وصفِ ذاتی ہے۔

سوال: احکام کی کتنی اور کون کونسی اقسام ہیں؟

جواب: احکام کی چار قسمیں ہیں:

(1) خالصاً حقوق اللہ (2) خالصاً حقوق العباد

(3) جہاں دونوں حقوق جمع ہوں لیکن حقوق اللہ غالب ہوں۔

مثال: حدِ قذف۔ کہ اس میں حق اللہ غالب ہے۔

(4) جس میں دونوں حق جمع ہوں اور بندے کا حق غالب ہو۔

مثال: قصاص۔ اس میں حق اللہ تو یہ ہے کہ عالم کو فساد سے نجات دینا جبکہ اس میں بندے کا حق (جنایت کا پایا جانا) غالب ہے۔

سوال: حقوق اللہ کی اقسام مع امثلہ بیان کریں۔

جواب: حقوق اللہ کی 8 اقسام ہیں:

(1) عباداتِ خالصہ **جیسے** ایمان، نماز، زکوٰۃ وغیرہ۔

(2) عقوباتِ کاملہ **جیسے:** حدود۔

(3) عقوباتِ قاصرہ **جیسے:** اپنے وارث کے قاتل کو وراثت سے محروم کر دینا۔ یعنی ایک آدمی نے اپنے محرمات میں سے (باپ وغیرہ) کسی کو قتل کر دیا تو وہ میراث سے محروم رہے گا۔

(4) وہ حقوق جو دو چیزوں کے درمیان پائے جائیں۔

جیسے: کفارات۔ یہ ایک طرح سے تو عبادات ہیں اور ایک طرح سے سزا ہیں۔ عبادت اس طرح کہ یہ تو محض صدقہ، روزہ اور غلام آزاد کرنا ہیں۔ اسی وجہ سے کفار پر لازم نہیں ہوتا۔ اور عقوبت اس طرح کہ حرام کردہ افعال میں سے کوئی عمل صادر ہو جائے تو اس

کی جزا کے طور پر مسلمان پر لازم ہو جاتے ہیں۔ اس میں جہتِ عبادت غالب ہے۔

(5) وہ عبادت جس میں مؤنت (مشقت) پائی جائے۔ اسی وجہ سے اس میں کمال اہلیت شرط نہیں ہے۔ **جیسے**: صدقہ فطر۔ یہ عبادت ہے کیونکہ یہ روزے کو لغویات سے پاک کرنے کیلیے ہے۔ جو بچہ عید الفطر کی صبح صادق سے پہلے فوت ہو جائے اس پر بھی صدقہ فطر لازم ہو جاتا ہے۔

(6) مؤنت جس میں معنی قربت پایا جائے۔ **جیسا کہ**: عشر۔ درحقیقت زراعت والی زمین کی آمدنی پر ایک زائد بار ذمہ داری ہے جو ایک طرح کی مؤنت ہے اگر ادا نہیں کرے گا تو حکومت اس سے لے گی۔ اس میں عبادت کے معنی بھی ہیں کہ یہ مسلمان پر ہی واجب ہوتا ہے جیسے طرح اور عبادات مسلمان پر ہی لازم ہیں۔ اسی لیے ابتداً عشر کافر پر نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اہل نہیں ہے۔ البتہ امام محمد کے نزدیک بقاءً واجب ہوگا۔

امام محمد رحمہ اللہ علیہ: یعنی کسی ذمی کافر نے مسلمان سے زمین خریدی تو ذمی پر بھی عشر ہوگا کیونکہ وہ مؤنت کا اہل ہے اگرچہ عبادت کا اہل نہیں۔ مختصراً یہ کہ عبادت کے معنی کی رعایت کرتے ہوئے ابتداً کافر پر عشر نہ ہوگا اور مؤنۃ کی رعایت کرتے ہوئے عشر کافر پر بھی ہوگا۔

(7) مؤنت جس میں عقوبت کے معنی پائے جائیں۔ جیسا کہ خراج۔ اس میں حقیقت ٹیکس ہے اگر ادا نہیں کرے گا تو زمین واپس لے لی جائے گی لیکن اس میں عقوبت کے معنی بھی ہیں اسی وجہ سے ابتدائی طور پر مسلمان پر واجب نہیں ہوتا کیونکہ مسلمان عقوبت اور ذلت کا اہل نہیں ہوتا۔ لیکن خراج میں مؤنت کے معنی بھی پائے جاتے ہیں۔ اسی لیے بقاءً جائز ہے کیونکہ

واجب کیا، اور نہ ہی چوری میں مؤثر ہے۔ البتہ رہنمائی اور فعلِ سرقہ کے درمیان چور کا فعل ہے جو علت ہے۔

★ اگر سبب اور حکم کے درمیان کی علت سبب کی جانب منسوب ہوتی ایسے سبب کو سبب فیہ معنی العلۃ یعنی علۃ العلت کہتے ہیں۔ **جیسے:** جانور کو ہانکا کر لے جانے سے کوئی آدمی تلف ہو جائے تو ہانکنا اور چلانا سبب ہے اور جانور کا روندنا علّت ہے اور شئی کی ہلاکت حکم ہے۔ یہاں سبب اور حکم کے درمیان ایسی علت پائی جا رہی ہے جس کی نسبت سبب کی طرف کی جائے گی کیونکہ اسی سبب نے جانور کو روندنے پر مجبور کیا ہے۔ لہٰذا حکم کی نسبت سبب کی طرف کی جائے گی اور ضمان جانور کو چلانے والے پر ہوگا۔

سببِ مجازی کی مثال: یمین اللہ کو مجازاً کفارے کا سبب قرار دیا جاتا ہے۔ اسی طرح طلاق اور آزادی کو کسی شرط کے ساتھ معلق کرنے کو جزا کا سبب قرار دیا جاتا ہے۔ سببِ حقیقی کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ وہ حکم تک پہنچائے کا ذریعہ بنے مطلقاً۔ اور یمین کا مقصد کفارہ نہیں ہوتا بلکہ قسم کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ ان کو جزا کا سبب قرار دیا جاتا ہے فقط اس احتمال پر کہ یہ کسی بھی وقت سبب کی طرف لوٹ سکتی ہے۔ اسی وجہ سے اسے مجاز کا نام دیتے ہیں۔ یہ ہمارے نزدیک ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمہ: یمین اور تعلیق کو ایسا سبب قرار دیتے ہیں جو علت کے معنی میں ہوتا ہے۔

عندنا للھذا المجاز... ہمارے نزدیک اس مجاز کو حقیقت سے حکما مشابہت حاصل ہوتی ہے۔ چونکہ اس میں علت کا معنی ہوتا ہے۔ اور امام زفر علیہ الرحمہ اس سبب کو سبب مجاز محض

قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک اس کا سبب ہے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

ہمارے اور امام زفر کے نزدیک ثمرہ اختلاف:

کسی نے اپنی بیوی کو اس طرح طلاق دی کہ

((ان دخلت الدار فانت طالق ثلاثا)) یعنی تین طلاقوں کو دخولِ دار کے ساتھ معلق کر دیا۔ پھر وجودِ شرط سے پہلے شوہر نے تنجیزاً تین طلاقیں دے دیں بیوی عدت پوری کر کے حلالہ کرا کے پھر زوجِ اول کے پاس آ گئی اب دخولِ دار کی شرط پائی گئی تو نکاح والی تعلیق سے طلاق پڑے گی یا وہ تعلیق باطل ہو گی۔

احناف: تنجیزاً طلاق کی وجہ سے تعلیق باطل ہو گئی لہذا اب شرط کے پائے جانے کی وجہ سے طلاق واقع ہو جائے گی۔

امام زفر: تعلیق باطل نہ ہوگی بلکہ وجودِ شرط کے وقت تعلیقِ سابق کی وجہ سے طلاق پڑے گی۔

امام زفر کی دلیل: (انت طالق ثلاثا) تعلیق کے وقت محض مجازاً سبب ہے حقیقت کا کوئی شبہ نہیں لہذا انت طالق میں حقیقی کوئی سبب نہیں تو اس کے لیے ابھی محل کی بھی ضرورت نہیں محل کی ضرورت وجودِ شرط کے وقت پڑے گی۔ پس تنجیزاً طلاق کے لیے جب محل زائل ہو گیا تو اس کی وجہ سے سابق تعلیق باطل نہ ہوگی پھر جب عورت دوبارہ عدت گزار کر حلالہ کرا کر زوجِ اول کے نکاح میں آ گئی، اور دخولِ دار پایا گیا تو وجودِ شرط کے وقت محل موجود ہے لہذا سابقہ تعلیق سے طلاق واقع ہو جائے گی۔ یہ ایسا مسئلہ ہے جب کسی نے اجنبیہ سے کہا: (ان نکحتک فانت طالق) یہاں تعلیق کی ابتدا ہی میں محل نہیں ہے اس کے باوجود تعلیق باطل نہیں ہوتی بلکہ جب شرط پائی جائے گی بالاتفاق طلاق واقع ہو جائے گی

زیر بحث مسئلہ میں بھی درمیان میں محل فوت ہونے سے تعلیق باطل نہ ہوگی۔

احناف: تعلیق طلاق کا ایسا سبب مجازی ہے جو حقیقت سبب کے ساتھ مشابہ ہے لہذا حقیقۃً سبب ہونے کی صورت میں محل کا ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح سبب مجازی ہونے کی صورت میں بھی محل کا ہونا ضروری ہے۔

امام زفر سے قیاس کا جواب: ان کا قیاس قیاس مع الفارق ہے کیونکہ مذکورہ تعلیق کا تعلق سبب سے ہے اور مقیس علیہ کا تعلق علت سے ہے۔

مثال: مغصوب کے ہلاک ہونے کے بعد غاصب پر قیمت لازم ہے، اور جب مغصوب چیز بعینہ موجود ہو تو اگرچہ وہ چیز لوٹانی ضروری ہوتا ہے، قیمت لازم نہیں ہوتی، لیکن ایجاب قیمت کا شبہ پایا جاتا ہے۔

العلۃ

س:۔ علت کی تعریف مع مثال بیان کریں؟

جواب:۔ علت شریعت میں اسی چیز کو کہتے جس کی طرف حکم کے واجب ہونے کی نسبت کی جاتی ہے ابتداءً یعنی بغیر کسی واسطہ کے جیسے بیع ملکیت کی علت ہے اور نکاح حلت کی اور قتل قصاص کی۔

س:۔ علت کی صفات بیان کریں؟

جواب:۔ علت کا حکم پر مقدم ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ ضروری ہے کہ علت اور حکم دونوں ایک ساتھ ملے ہوں۔ جیسے استطاعت مع الفعل ضروری ہوتا ہے قبل از فعل ضروری نہیں ہوتا۔

س:۔ اسماً معنیً اور حکماً علت کی تعریفات مع امثلہ بیان کریں؟

اسماً:۔ یعنی علت کو اسی حکم کیلئے وضع کیا ہو جیسے بیع کو ملکیت کیلئے وضع کیا گیا ہے۔ **معنیً:۔** یعنی علت حکم میں اثر کرنے والی بھی ہو جیسے بیع اثر کرتی ہے تبھی تو ملکیت حاصل ہوتی ہے۔ **حکماً:۔** یعنی علت اور حکم دونوں ایک ساتھ پائے جائیں جیسے بیع کے فوراً بعد ہی مالک طور پر ملکیت حاصل ہو جاتی ہے۔

س:۔ ~~[illegible]~~ علت کاملہ اور ناقصہ میں کیا فرق ہے؟

جواب:۔ جب علت، حکماً، معنیً اور اسماً تینوں طرح سے کامل ہو تو اسے علت کاملہ کہتے ہیں اور جب ان تینوں وصفوں میں سے کوئی ایک وصف بھی معدوم ہو تو اسے علت ناقصہ کہتے ہیں۔

س:۔ "و البیع بشرط الخیار" سے مصنف کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جواب:۔ اس عبارت سے مصنف اسماً اور معنیً علت کی مثال دینا چاہتے ہیں جو حکماً علت نہیں ہے کیونکہ اس میں مشتری کو اختیار دیا جاتا ہے اور اسے ملکیت بیع کے فوراً بعد حاصل نہیں ہوتی کیونکہ رد کا احتمال باقی ہے اور جب

س:۔ حرمت نسا (ادھار) کی مثال کی وضاحت کریں؟

ج:۔ جب کوئی شخص ربا کی دو علتوں (قدر و جنس) میں سے ایک کے ساتھ ادھار بیع کرنا درست نہیں۔ ادھار بیع کرنا ربا کے دو وصفوں میں سے ایک کے ساتھ ایسے ہی ہے جیسے زیادتی کے ساتھ بیع کرنا۔ تو یہ علت بھی ایک وصف کے پائے جانے سے حاصل ہو گئی یعنی صرف ایک جز وصف علت کے متعلق ہو گیا۔

س:۔ رخصت جو سفر کی وجہ سے ملتی ہے اس کی وضاحت کریں؟

ج:۔ سفر یہ رخصت کیلئے علت ہے کیونکہ لیکن سفر صرف اسماً اور حکماً علت ہے۔ معنی علت نہیں کیونکہ رخصت میں سفر میں مؤثر نہیں بلکہ رخصت میں مؤثر تو مشقت ہے۔

سوال: شرط کی تعریف اور مثال بیان کریں؟

جواب: پس شریعت وہ ایسی عبارت ہے شرط کے پائے جانے کے وقت حکم اس کی طرف منسوب ہوتا ہے لیکن حکم اس پر واجب نہیں ہوتا۔ مثال: طلاق دخول دار کے ساتھ معلق ہوگی مرد کے اس قول (أنتِ طالِق) کے پائے جانے کے ساتھ دخول دار کے وقت نہ کہ شرط کے ساتھ۔

سوال: "وقد یقام الشرط مقام العلۃ" اس عبارت کی مثال کے ساتھ وضاحت کریں۔

جواب: اور کبھی شرط کو علت کے قائم مقام کر دیا جاتا ہے مثال: جیسے: راستے میں کنواں کو کھودنا یہ حقیقت میں شرط ہے اس لیے کہ آدمی کا ثقل گرنے کی علت ہے۔ اور چلنا محض سبب ہے لیکن زمین ثقل کے عمل کے مانع کو روکنے والی ہے پس کنواں کا کھودنا مانع کو زائل کرنے والا ہے پس ثابت ہوا کہ یہ شرط ہے۔ لہ لیکن علت حکم کی صلاحیت نہیں رکھتی اس لیے کہ ثقل امر طبعی ہے یہ متعدی نہیں ہو سکتا اور چلنا بغیر کسی شبہ کے مباح ہے۔ چلنا علت بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا بلکہ چلنا سبب ہے۔

سوال: جب علت حکم کی صلاحیت رکھتی ہو تو شرط علت کے حکم میں نہیں ہوگی اسکی مثال سے وضاحت کریں۔

جواب: جب علت حکم کی صلاحیت رکھتی ہو تو شرط علت کے حکم میں نہیں ہوگی اس پر ہم نے کہا: مثال جب دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس شخص نے یہ کہا کہ "ان دخلت الدار فانت طالق" اور دو شخصوں نے گواہی دی کہ یہ گھر میں داخل ہوا ہے پہلا گواہ یمین کا ہے اور دوسرا گواہ شرط کا ہے قاضی نے ان کی گواہی پر طلاق کا حکم نافذ

کر دیا. قاضی کے اس فیصلے کے بعد تمام گواہوں نے رجوع کر لیا کہ ہم نے تو ویسے ہی کہہ دیا تھا تو اب ضمان یمین کے گواہ پر آئے گی کیونکہ وہ گواہی علت ہیں جب علت میں حکم کی صلاحیت ہو تو علت کا حکم ہوتا ہے. جب علت اور سبب جمع ہو جائیں تو سبب کا حکم ساقط ہو جاتا ہے

سوال: جب علت اور سبب جمع ہو جائیں تو کس کا حکم ساقط ہوگا مثال سے وضاحت کریں.

جواب: جب علت اور سبب جمع ہو جائیں تو سبب کا حکم ساقط ہو جائے گا **مثال:** جب دو آدمی گواہی دیں کہ اس شخص نے اپنی زوجہ کو اختیار دیا ہے یعنی (اختیرت نفسک) یہ پہلے دو گواہ تخییر کے ہیں اور دوسرے دو آدمیوں نے گواہی دی کہ (انھا اختارت نفسھا) اس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا ہے یہ اختیار کے دو گواہ ہیں. قاضی نے گواہوں کو سن کے طلاق کا فیصلہ کر دیا پھر فیصلے کے بعد دونوں طرفوں کے گواہوں نے رجوع کر لیا تو ضمان اختیار کے گواہوں پر ہوگی کیونکہ یہ علت ہے اور تخییر پر ضمان لازم نہیں ہوگی کیونکہ وہ سبب ہے.

سوال: جب علت پائی جائے اس میں حکم کی صلاحیت ہو تو حکم اسی پر ہوگا شرط یا سبب پر نہیں ہوگا اس پر مثال بیان کریں.

جواب: اسی پر ہم نے کہا: کہ جب کوئی بندہ غلام کی بیڑی کو کھول دے وہ غلام بھاگ جائے تو ضمان بیڑی کے کھولنے والے پر لازم نہیں ہوگا بلکہ ضمان کی نسبت غلام کے بھاگنے کی طرف کی جائے گی - کیونکہ یہ فاعل مختار کا فعل ہے. بیڑی کھولنا اگرچہ شرط ہے لیکن اس میں سببیت کے معنی ہیں

اعتراض: آپ قیاس جلی کو چھوڑ دیتے ہیں استحسان خفی
کی وجہ سے تو یہی تخصیص علت ہے کیونکہ قیاس جلی
میں جو علت اسکو ایک مانع استحسان کی وجہ سے
چھوڑ دیا اس کا نام تخصیص علت ہے

جواب: استحسان تخصیص علت کے قبیل سے نہیں ایسا نہیں کہ
استحسان کی وجہ سے قیاس جلی میں اختصاص ہوا کیونکہ
قیاس میں جو وصف علت ہے جب اس کے مقابلے
میں نص، اجماع، ضرورت آجائے گی تو قیاس کی علت باقی
ہی نہیں رہے گی کیونکہ قیاس کے صحیح ہونے کیلئے شرط
ہے کہ وہ نص، اجماع اور ضرورت کے مقابلے میں نہ ہو جب
اس کے مقابلے میں آئے قیاس تو صحیح نہ ہوگا تو علت بھی ختم
ہو جائے گی اور رہا استحسان تو استحسان کی تاثیر قیاس باقی
نہ رہے اور نہ ہی علت باقی رہے گی تو پتا چلا عدم حکم عدم علت سے ہے۔

سوال: اگر کسی کے حلق میں پانی ڈالا گیا تو روزے کا رکن امساک
فوت ہونے کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جائے گا اسی طرح ناسی
کا بھی روزہ ٹوٹنا چاہیے علت پائی گئی لیکن مانع
کی وجہ سے روزہ نہ ٹوٹے گا۔ انما اطعمہ اللہ وسقاہ

جواب: اس میں عدم مستفاد عدم علت کی وجہ سے ہمارے نزدیک
روزہ کا رکن فوت ہی نہیں ہوا کیونکہ اس کا فعل اللہ تعالی
کی طرف منسوب ہے لہذا اس سے جنایت کے معنی ساقط
ہو گئے اور جو اس نے کھانے پینے کا فعل کیا وہ معاف
ہے لہذا رکن باقی ہے ایسا نہیں کہ رکن تو فوت ہو گیا مگر
مانع کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹا۔

فصل: عقل علل موجبہ میں سے ہے یا نہیں

معتزلہ: عقل شرعی علل سے اوپر کا درجہ رکھتی ہے
کیونکہ علل شرعیہ موجبہ نہیں بلکہ علامات ہیں اور عقل علل
موجبہ اور محرمہ ہے۔ عقل جسے حسن سمجھے عقل اسے
واجب کر دیتی ہے اور عقل جسے قبیح سمجھے اسے حرام کر
دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو چیز عقل سے ثابت نہیں ہے
وہ معتزلہ کے نزدیک دلائل شرعیہ سے ثابت نہیں
ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی رؤیت، عذاب قبر
وغیرہ عام احوال آخرت عقل ثابت نہیں لہذا وہ ان
کا انکار کرتے ہیں ان کو سرے سے مانتے ہی نہیں۔
اسی وجہ سے وہ اعمال قبیحہ کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق نہیں
مانتے تھے کیونکہ قبائح کی تخلیق اللہ تعالیٰ کی طرف
ان کے نزدیک عقل میں نہیں آتی لہذا یہ ثابت ہی نہیں ہے۔

معتزلہ کا قول: اگر کسی شخص کو عقل حاصل ہو خواہ وہ صغیر
ہو یا کبیر ہو اس پر ایمان لانا ضروری ہے اگرچہ کسی نے
اسے ایمان کی دعوت نہ دی ہو کیونکہ وہ عاقل ہے
اور اس کی عقل کامل ہے۔

اشعریہ کا قول: اشعریہ کہتے ہیں کہ عقل کا کوئی
اعتبار نہیں ہے اصلاً ہی۔ اور جس نے شرک
کا اعتقاد کیا اور اس تک ایمان کی دعوت نہ پہنچی
ہو پس وہ معذور ہے جائز ہے کہ وہ اہل جنت
میں سے ہو تم دلیل پکڑو اللہ تعالیٰ کے اس قول
کے ساتھ (وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا)

صحیح قول: اور اس باب (عقل علل موجبہ سے ہے یا نہیں) میں
صحیح قول یہ ہے کہ عقل جو ہے معتبر ہے اہلیت کو ثابت کرنے
کے لیے۔

عقل: عقل آدمی کے بدن میں موجود نور ہے جس
نور کے ذریعے راستہ روشن ہوتا ہے۔ اور وہ ابتداء
کرتا ہے اس جگہ سے کہ جس کی طرف حواس کا ادراک ختم
ہو جاتا ہے۔ اور قلب کے لیے مطلوب ظاہر
ہو جاتا ہے اور قلب مطلوب کو پا لیتا ہے اپنے غور و فکر کرنے
اور اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ نہ کہ عقل کے واجب
کرنے کے ساتھ۔ یعنی اس طرح نہیں ہے کہ عقل اس کو واجب
کرتی ہے: **مثال:** جیسے سورج کا ہونا عالم ظاہر میں
کہ جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی شعاعیں ظاہر ہوتی
ہیں۔ اور راستہ واضح ہو جاتا ہے اور آنکھ اشیاء
کو پا لیتی ہے سورج کی شعاعوں کے ذریعے۔ اور
صرف عقل کافی نہیں ہے عقل تو ہے وہ ادراک کا آلہ ہے
لیکن یہ معرفت کے حصول کے لیے کافی نہیں ہے اللہ
تعالیٰ کی توفیق کے بغیر

مثال: اسی وجہ سے ہم نے کہا کہ بیشک بچہ جو ہے
وہ ایمان کے ساتھ غیر مکلف ہے۔ یہاں تک کہ بچے کی
عقل بلوغت کے قریب پہنچ جائے۔ اس حال میں
کہ وہ دو مسلمان والدین کے ماتحت ہو اور وہ اسلام
کو بیان نہ کرے تو اسے مرتدہ نہیں بنایا جائے گا
اور وہ اپنے شوہر سے بائنہ نہیں ہوگی۔ اگر وہ
مراہقہ بالغ ہو جائے تو اسی طرح وہ ضرور اپنے شوہر
سے بائنہ ہو جائے گی

مثال: اور اسی طرح ہم کہتے ہیں اس شخص کے بارے
میں جس تک ایمان کی دعوت نہ پہنچی ہو
بیشک وہ غیر مکلف ہے صرف عقل کی وجہ سے بیشک

جب تک وہ اسلام کو بیان نہ کرے اور نہ نظر
کو سنبھال کر سے اور نہ کسی شے کا اعتقاد رکھتا ہو تو
وہ معذور ہوگا۔ اور جب اللہ تعالیٰ اس معذور
شخص کی مدد کرے تجربے کے ساتھ اور اللہ اسے
انجام کو پانے کی مہلت دے تو اب یہ شخص معذور نہ ہوگا
اگرچہ اس تک اسلام کی دعوت نہ پہنچی۔
اسی طریقے پر جو امام اعظم ابو حنیفہ نے فرمایا
مثال: بے وقوف کے بارے میں جب وہ 25
سال کی عمر تک پہنچ جائے تو اسے اس کے مال سے
نہیں روکا جائے گا اس لیے کہ وہ بے وقوف تجربے اور
آزمائش کی مدت کو پورا کر چکا ہے۔ پس ضروری ہے
کہ پاگل شخص کے اندر قوت کی زیادتی ہو جائے

نوٹ:
اس باب میں فریقین پر کسی ایک کے پاس بھی
اپنے مؤقف پر قطعی دلیل نہیں ہے۔
(i) اور جس نے عقل کو علل موجبہ بنایا ہے وہ شریعت
کو روک دیتا ہے بخلاف فعل کے۔ پس ان کے پاس
کوئی دلیل نہیں ہے کہ جس پر اعتماد کیا جائے۔
(ii) اور جنہوں نے عقل کو ہر طرح سے لغو قرار دیا ہے پس
ان کے پاس بھی کوئی دلیل قطعی نہیں ہے۔ اور یہی
امام شافعی کا مذہب ہے۔
امام شافعی کا قول: امام شافعی فرماتے ایک ایسی قوم
کے بارے میں جنکے پاس اسلام کی دعوت نہیں پہنچی
جب انہیں قتل کر دیا گیا تو قتل کرنے والوں پر ضمان
ہوگا پس ان کے کفر کو معاف کر دیا جائے گا

اور یہ اس وجہ سے کہ کیونکہ یہ شریعت میں یہ
بات نہیں پائی جاتی کہ عقل جو ہے وہ اصلیت کو ثابت
کرتے کے لیے غیر معتبر ہے

امام شافعی کا رد

امام شافعی عقل کو لغو قرار دیتے ہیں عقل اور اجتہاد
کی دلائل کے ساتھ پس اسی وجہ سے ان کا مذہب
ٹوٹ جائے گا۔ کیونکہ عقل خواہشات کی پیروی
سے خالی نہیں ہوتا پس وہ بذات خود حجت بننے
کی صلاحیت نہیں رکھتا کسی بھی حالت کے ساتھ۔

فصل فی الامور المعترضة علی الاھلیة

اہلیت پر عارض آنے والے امور کی کتنی اور کون کونسی اقسام ہیں؟ نام لکھیں۔

وہ امور جو اہلیت پر پیش آتے ہیں انکی دو اقسام ہیں:

(1) سماوی (2) مکتسب

سماوی عوارض کتنے اور کون کونسے ہیں؟ نام لکھیں

سماوی عوارض گیارہ ہیں: ① صغر ② جنون

③ عتہ (بے عقل ہونا) ④ نسیان ⑤ نوم (6) اغماء

⑦ رق ⑧ مرض ⑨ حیض

⑩ موت ⑪ نفاس

عوارض مکتسبہ کتنے اور کون کونسے ہیں؟

عوارض مکتسبہ کی دو اقسام ہیں:

① وہ جو مکلّف سے حاصل ہو۔

② وہ جو اس کے غیر سے حاصل ہو۔

جو اس سے حاصل ہوں: یہ (6) ہیں

① جہل ② سفہ (بے وقوفی) ③ سکر

④ ھزل ⑤ خطاء ⑥ سفر

جو اس کے غیر سے حاصل ہوں: یہ دو ہیں۔

① جس میں الجاء پایا جائے اس میں مجبور کرنا۔

② اس میں مجبور کرنا جس میں الجاء نہ پایا جاتا ہو۔

عوارض سماویہ میں سے جنون کی وضاحت کریں۔

جنون سے اس کے اقوال میں رکاوٹ آجاتی ہے۔ اور مجنون سے وہ چیزیں ساقط ہوجاتی ہیں جو سقوط کا احتمال رکھتی ہوں اور باعث ضرر ہوں۔ جیسے حدود، کفارات وغیرہ۔

اگر جنون لمبا ہوجائے تو ادا کرنے کو لازم قرار دینے سے

حرج لازم آئے گی۔ پس عبادات وغیرہ کو ادا کرنے کا قبول باطل ہو جائے گا۔ ادا کے معدوم ہونے کی وجہ سے وجوب بھی معدوم ہو جائے گا۔

سوال: روزہ، نماز اور زکوٰۃ کی حد امتداد لکھیں۔

جواب: روزہ:۔ روزے میں پورا ایک ماہ ہے

نماز:۔ نماز میں ایک دن اور ایک رات سے زائد ہو۔

زکوٰۃ:۔ امام محمد کے نزدیک ایک سال مکمل اور امام ابو یوسف کے نزدیک سال کا اکثر حصہ ہے۔

★ جو چیزیں اچھی ہوں گی وہ غیر کا احتمال نہیں رکھیں گی جیسے: اللہ پر ایمان لانا۔ اور جو چیزیں قبیح (بُری) ہوں گی وہ معافی کا احتمال نہیں رکھیں گی جیسے: مجنون کا کفر یہ اس کے والدین کے تابع سمجھ کر ثابت ہو جائے گا۔

سوال:۔ عوارضِ سماویہ میں سے صغر کی وضاحت کریں۔

جواب:۔ صغر یہ بچے کے سالوں کے اول میں مجنون کی مثل ہے کیونکہ اس میں عقل معدوم ہے اور تمیز بھی معدوم ہے۔ جب بچہ بالغ ہو جائے گا تو اہلیت کی دو قسموں (کاملہ اور قاصرہ) میں سے ایک قسم (قاصرہ) کو پہنچ جائے گا لیکن اس کے باوجود بچپنہ اس میں عذر رہے۔ پس اس عذر کی وجہ سے بچے سے وہ چیزیں ساقط ہو جائیں گی جو بالغ سے سقوط کا احتمال رکھتی ہیں۔

حاصل کلام: بچے سے ذمہ داری اٹھالی جائے گی اور بچے سے وہ چیزیں صحیح ہیں جو اس کے نفع سے ہیں ہیں جیسے (ایمان لانا) کیونکہ بچپنہ اسبابِ رحمت میں سے ہے پس بچپنے کو ان تمام ذمہ داریوں سے معافی کا سبب بنایا گیا جو معافی کا احتمال رکھتی ہیں۔

مثال ★ بچہ جب اپنے مورث کو قتل کر دے تو وراثت سے محروم نہ ہوگا

کیونکہ بچپنہ منافی کا سبب ہے۔ (اس مثال پر ایک اعتراض وارد ہوا)
اعتراض:۔ (وَلَا یَلْزَمُ عَلَیْهِ حِرمانه بالرق مِنْهُ.....
اعتراض:۔ جب بچہ قابلِ رحم ہے تو رقیت اور ارتداد کی وجہ سے
وراثت سے کیوں محروم ہو جاتا ہے؟
جواب:۔ غلام اس لیے وارث نہیں بن سکتا کہ غلامیت وارث ہونے کے
منافی ہے کہ غلام کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔
جبکہ کفر ولی ہونے کی اہلیت کے منافی ہے کہ کافر مسلمان کا وارث نہیں۔
سوال: عوارضِ سماویہ میں سے عتہ (بے وقوفی) کی وضاحت کریں۔
جواب:۔ معتوہ: وہ شخص جو کبھی عقلاء کی طرح کلام کرے اور کبھی
مجنونوں کی طرح کلام کرے۔
بلوغت کے بعد معتوہ شخص عاقل بچے کی طرح ہے تمام احکام میں
یہاں تک کہ معتوہ کے قول و فعل کا اعتبار کیا جائے گا۔ لیکن یہ (معتوہ ہونا)
ذمہ داری کو روک دے گا۔
★ ان اموال کا ضمان جن کو ہلاک کیا جاتا ہے، یہ ذمہ داری کے لیے نہیں
ہے کیونکہ یہ ذمہ داری نہیں ہے۔ کیونکہ انکو تلافی کے لیے مشروع
کیا گیا ہے اور معتوہ کے بچہ ہونے کی وجہ سے یہ معاف ہیں
★ معتوہ سے خطاب کو اسی طرح اٹھا لیا جائے گا جس طرح بچے
سے اٹھا لیا جاتا ہے۔ معتوہ پر ولی بنایا جائے گا اور یہ کسی اور
کا ولی نہیں بن سکتا۔
سوال: جنون اور صغر کے احکام میں فرق واضح کریں۔
جواب:۔ ★ جنون کی کوئی حد نہیں جبکہ بچپنے کے ختم ہونے کی حد مقرر
ہے یعنی بلوغت۔
جب مجنون کی عورت ایمان لے آئے تو اس مجنون کے ماں باپ
پر اسلام کی دعوت پیش کی جائے گی، اگر ایمان لے آئیں تو نکاح قائم ورنہ نکاح ختم۔

Scanned with CamScanner

اور جیسا کہ جب کہ محدود ہے تو جب بچے کی صورت اسلام لے آئے تو
بچے کے عاقل ہونے تک اسلام پیش کرنا مؤخر رہے گا۔

نسیان کے احکام واضح کریں۔

نسیان اللہ تعالیٰ کے حقوق میں وجوب کے منافی نہیں ہے۔
یعنی (نماز، روزہ وغیرہ ساقط نہ ہوں گے)۔ لیکن جب نسیان غالب ہو
تو اسکا اعتبار کر لیا جائے گا۔ مثال: روزے کی حالت میں بھول کر
کھا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اسی طرح ذبح کے وقت تسمیہ
بھول جائے تو جانور حلال ہو جائے گا۔

★ غالب ہونے والا نسیان صاحب حق یعنی اللہ عزوجل کی
طرف سے عارض ہوا ہے اس لئے اسے معاف کر دیا گیا ہے۔ بخلاف
حقوق العباد کے کہ حقوق العباد میں نسیان کو معافی کا سبب نہیں
بنایا جائے گا۔

مثال: چار رکعت والی نماز میں دو رکعت کے آخر میں سلام پھیر دینا
نسیان غالب کی وجہ سے ہے تو اس سے نماز نہیں ٹوٹے گی۔
بخلاف کلام کے کہ نماز میں کلام کرنے سے نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ
نماز کی حالت تو اسے یاد دلانے والی ہے تو وہ کس طرح بھول کر کلام
کرے گا۔

عوارض سماویہ میں سے نوم کے احکام لکھیں۔

نیند ایسا عجز ہے جس کی وجہ سے انسان قدرت کو استعمال کرنے سے عاجز ہوتا
ہے جو کہ اختیار کی نفی کر دیتا ہے لہذا خطاب ادا مؤخر ہو گا۔ اور اسکی
تمام عبارات (یعنی طلاق، عتاق وغیرہ) باطل ہو جائیں گی۔
سوئے ہوئے شخص کی نماز میں قرأت، رکوع و سجود معتبر نہیں ہوں گے اور
نہ اسکی نماز صحیح ہو گی۔ اسی طرح نیند کی حالت میں نماز میں کلام کر لیا تو نماز فاسد
نہ ہو گی اسی طرح اگر سویا ہوا شخص نماز میں قہقہہ لگائے اسکی نماز اور وضو
دونوں نہیں ٹوٹیں گے۔

"الاغماء"

سوال:- "الاغماء مثل النوم" اغماء کی وضاحت کریں۔

جواب:- بے ہوشی نیند کی طرح اختیار کو ختم کر دیتی ہے اور قدرت کے استعمال کو فوت کر دیتی ہے۔ اغماء کی حالت میں اس کی عبادت کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ اغماء نوم سے بھی اشد ہے، کیونکہ نوم طبیعت اصلیہ میں داخل ہے، جبکہ اغماء عارض ہوتا ہے۔ لیکن قوۃ عاقلہ کو مکمل طور پر سلب کر لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اغماء ہر حالت میں ناقض وضو ہے خواہ حالت قیام میں ہو یا رکوع وغیرہ میں، بخلاف نوم کے، وہ وہاں ناقض ہے جہاں اعضاء کا ڈھیلا پن پایا جائے ورنہ نہیں۔ حالت قیام و رکوع میں نوم ناقض وضوء نہیں۔

سوال:- "واعتبر امتداد فی حق الصلوۃ خاصۃ" وضاحت کریں۔

جواب:- اغماء ایک دن ایک رات تک ممتد ہو جائے تو وہ نمازیں معاف ہو جائیں گی، ان کی قضاء لازم نہیں، "خاصۃ" کی قید کا یہ فائدہ ہے کہ اگر رمضان کا مکمل مہینہ بے ہوش رہے۔ تو روزے ساقط نہیں ہوں گے، کیونکہ ایک ماہ تک اغماء کا ممتد ہونا نادر ہے۔

"الرق"

سوال:- رقیت کی وضاحت کریں۔

جواب:- رقیت میں عجز حکمی ہے، یعنی حسی طور پر تو وہ عاجز نہیں لیکن شریعت نے اسے تصرفات سے منع کیا ہوا ہے کیونکہ اس کے کفر اصلی کی یہ جزاء ہے۔ لیکن بعد میں وہ مسلمان بھی ہو جائے تو اس پر رقیت ہونے کا حکم برقرار رہے گا۔ لہٰذا حکمی طور پر اصل کفر والے احکام رقیت جاری رہیں گے۔ تو جب وہ غلام ہے تو اس کا مالک بننا اور اس سے خرچ لینا جائز ہے

سوال :- رقیت میں تجزی کا احتمال ہے یا نہیں اور اس میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول بیان کریں۔

جواب :- رقیت میں تجزی کا احتمال نہیں۔ اسی وجہ سے امام محمد (رحمۃ اللہ علیہ) نے بیان فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص "مجہول النسب" ہو اور اقرار کرے کہ اس کا نصف فلاں کا غلام ہے، تو وہ اپنی ہی شہادت سے جمیع احکام میں مکمل غلام سمجھا جائے گا۔ عتق ضد ہے رق کی۔ جس طرح رق میں تجزی نہیں، اسی طرح عتق میں تجزی نہیں

سوال :- اعتاق کی تجزی یا عدم تجزی میں اختلاف آئمہ لکھیں۔

جواب :- صاحبین کے نزدیک :- اعتاق میں تجزی نہیں کیونکہ اس کے اثر یعنی عتق میں تجزی نہیں۔ اسی وجہ سے بعض حصہ آزاد کرنے سے کل آزاد ہو جائے گا۔ البتہ جتنا حصہ آزاد کیا ہے وہ مفت آزاد ہوگا۔ باقی آزاد تو ہوگا لیکن غلام پر اس کی سعایت لازم ہوگی۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک :- بندہ اللہ پاک کے خالص حق میں تصرف نہیں کر سکتا وہ ہے عتق، لیکن بندہ اپنے حق میں تصرف کر سکتا ہے۔ اعتاق کا مطلب ہے ازالۃ الملک یہ بندے کا حق ہے، لہٰذا اعتاق متجزی ہے کہ بندہ اپنے غلام کا کچھ حصہ آزاد کرے تو وہ آزاد کرنا تو پایا گیا لیکن عتق اتنے حصہ میں مقصود نہیں، بلکہ جب کل آزاد کرے تو عتق اس وقت پر مرتب ہوگا۔ عتق معلول ہے، اعتاق علت ہے۔ اگر بعض حصہ کا اعتاق پایا گیا تو علت کا بعض حصہ پایا گیا، لیکن عتق تو کل علت کے پائے جانے پر موقوف ہے، لہٰذا اعتاق کی تکمیل تک عتق موقوف رہے گا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے وضو ہے نماز کی اباحت کیلئے، کچھ اعضاء دھولے تو پاک ہو گئے۔

لیکن تکمیل و منوع کے بغیر نماز مباح نہیں ہوگی۔ اسی طرح تحریم زوجہ تین طلاقوں پر مرتب ہے ایک یا دو طلاقیں واقع تو ہو جائیں گی، لیکن تحریم مغلظ تین طلاقوں پر حاصل ہوگی، یا عدت کے گزرنے پر بینونت مرتب ہوگی، جو عقد ثانی کیلئے کافی ہوگی۔ رق میں چونکہ مملوکیت پائی جاتی ہے۔ اس لئے وہ مالکیت کے منافی ہے، لہٰذا وہ کسی مال کا مالک نہیں ہوگا۔

سوال:- غلام اور مکاتب تسری کے مالک ہیں یا نہیں۔ وضاحت کریں۔

جواب:- غلام اور مکاتب تسری کے مالک نہیں۔ اگرچہ مولیٰ ان کو اجازت بھی دے، کیونکہ وہ مولیٰ کی لونڈی کے مالک نہیں اور نہ ہی اپنی خریدی ہوئی لونڈی کے مالک ہیں "تسری" کا مطلب غلام اس کے پاس رات گزارنا اور اس کا وطی کرنا۔ عبد ماذون اور مکاتب کا ذکر بھی خصوصی طور پر اسی وجہ سے کیا کہ بظاہر یہ سمجھ آتا ہے کہ یہ کسب مال کی وجہ سے خریدی ہوئی لونڈی کے مالک ہوں گے، لیکن ان کی اپنی مملوکیت مالکیت کے منافی ہے۔ عبد ماذون اور مکاتب کا فرض حج ادا نہیں ہوگا۔ کیونکہ ان کو اصل قدرت یعنی منافع بدنیہ حاصل نہیں ہوتے، حج کیلئے قدرت کا پایا جانا شرط ہے اور ان کے منافع بدنیہ (قدرت) کا مالک مولیٰ ہے۔ اگر مولیٰ نے ان کو حج کی اجازت دی تو ان کا نفلی حج ادا ہوگا فرض ادا نہیں ہوگا۔ البتہ قربت بدنیہ یعنی نماز اور روزہ غلام پر فرض ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کی قدرت غلام کو شرعاً عطا کی گئی ہے، اس قدرت کا مالک مولیٰ بالاجماع نہیں دوسرے مال کے بغیر اور مالکیت کے منافی نہیں۔ اسی وجہ سے رقیق اذن مولیٰ سے نکاح کر سکتا ہے۔ حدود و قصاص کا اقرار کر سکتا ہے۔

سوال:- کمال کرامات بشریہ کی اہلیت رقی نہیں پائی جاتی۔ اس کی وضاحت کریں۔

جواب:- غلام پر قرض کی ادائیگی کی ذمہ داری نہیں ہوگی، جب تک اس میں عتق یا کسب نہ پایا جائے۔ عبد کو وہ ولایت حاصل نہیں کہ اپنی عزیزہ کے نکاح کا والی بن جائے کیونکہ اسے اپنی ولایت حاصل نہیں تو غیر کی کیسے ولایت حاصل ہوگی اور عبد کو وہ حلت حاصل نہیں جو آزاد کو ہے۔ مثلاً آزاد کو چار عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت ہے، لیکن عبد کو دو کی اجازت ہے۔ اور حد میں عبد کو نسبت آزاد کے تنصیف حاصل رہے گی۔ خیال رہے کہ یہ سب مثالیں کرامات دنیویہ کی ہیں جو غلام کو آزاد کی طرح حاصل نہیں۔ لیکن کرامات اخرویہ میں "غلام" اور "آزاد" برابر ہیں، کیونکہ رب تعالی نے ارشاد فرمایا:- (انّ اکرمکم عند اللہ اتقاکم)۔

سوال:- نفس غلام میں قیمت کے کم ہونے کی وجہ بیان کریں۔

جواب:-

مالکیت کی دو قسمیں ہیں مالکیت مال (ii) غیر مال

غلام کو مالکیت غیر مال حاصل ہوتی ہے لیکن مالکیت مال غلام کو حاصل نہیں۔ بلکہ صرف مال میں تصرف اور استحقاق ید حاصل ہے۔ اسی وجہ سے غلام کو دیت دم میں نقص مال ضروری ہے کیونکہ اس کی مالکیت مال میں کم ہے کہ اسے صرف تصرف اور استحقاق ید حاصل ہے جبکہ عورت کی دیت نصف پائی جاتی ہے کہ اسے مالکیت غیر مال کا اہل نہ ہونے کی وجہ سے مالکیت غیر مال حاصل نہیں۔

ہمارے نزدیک:- عبد ماذون کو مال پر قبضہ حاصل ہوتا ہے۔ وہ تصرف کا اہل ہوتا ہے۔ اگرچہ اصل مال کا مالک نہیں ہوتا۔

سوال ۱: مرض کے بارے میں وضاحت کریں؟
سوال ۲: "والمرض لاینافی اھلیۃ العبارۃ" مذکورہ بالا عبارت میں ہونے والا اعتراض اور جواب تحریر کریں؟
سوال ۳: مریض سے جو تصرف واقع ہو وہ فسخ کا احتمال رکھتا ہے یا نہیں وضاحت کریں؟
سوال ۴: مریض کے بارے میں قیاس کا تقاضا بیان کریں؟
سوال ۵: حیض و نفاس کے بارے میں مختصر بیان کریں؟ "امّا الموت فانّہ عجز خالص" عبارت کی وضاحت کریں؟
سوال ۶: کسبی عارضہ ہے اسکی چاروں اقسام بیان کریں؟
سوال ۷: سُکر کی وضاحت کریں؟
سوال ۸: ھزل کی تعریف اور وضاحت کریں؟

Scanned with CamScanner